Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

فی پرچہ

المصلح

ہفتہ

۱۰ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی - اے

نمبر ۱۲	۱۶ صلح ۱۳۳۳ھ - ۱۶ جنوری ۱۹۵۴ء	جلد ۷

فلپائن کو ایشیائی وزراء اعظم کی کانفرنس میں شریک نہیں کیا جائیگا

منیلا ۱۵ جنوری۔ فلپائن کی حکومت نے کراچی سے آمدہ ان خبروں کی تردید کر دی ہے۔ کہ فلپائن کو ایشیائی وزراء اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں اس لئے شریک نہیں کیا گیا کہ وہ امریکہ کی طرف بے حد جھکا ہوا ہے۔ افسر نے کہا کہ فلپائن نے کولمبو منصوبہ میں شرکت نہیں کی تھی۔ اور مجوزہ کانفرنس کولمبو منصوبہ میں شریک ممالک کی فلاح و بہبود کے لئے منعقد کی جا رہی ہے اس نے یہ انکشاف بھی کیا ہے۔ کہ فلپائن کو بھی کولمبو منصوبہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن دعوت سابق صدر کوریزو نے مسترد کر دی تھی۔

مسٹر غضنفر علی خاں کے استعفےٰ کی خبر بے بنیاد ہے

نئی دہلی ۱۵ جنوری۔ نئی دہلی میں پاکستانی ہائی کمشنر کے ایک ترجمان نے کراچی کے بعض اخباروں کی اس خبر کی تردید کر دی ہے کہ ہندوستان میں پاکستان کے ہائی کمشنر مسٹر غضنفر علی خاں نے اپنے عہدہ سے استعفےٰ دے دیا ہے یا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے مسٹر غضنفر علی خاں کل لاہور سے نئی دہلی واپس پہنچ گئے:

عرب ملکوں نے اسرائیل سے بات چیت کرنے کی اپیل مسترد کر دی

قاہرہ ۱۵ جنوری۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کی ایک سب کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی وہ اپیل مسترد کر دی جائے۔ جو اس نے سرحدی جھگڑوں کے بارے میں اردن اور اسرائیل میں براہ راست بات چیت کرنے کے لئے کی تھی۔ لبنان کے ایک نمائندہ ڈاکٹر فواد عموان نے اس فیصلہ کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ نئی اپیل عربوں کے خلاف سازش کا ایک مزید ثبوت ہے:

بیگم لیاقت علی خان نے لنکا آنے کی دعوت قبول کر لی

کراچی ۱۵ جنوری معلوم ہوا ہے کہ وزیراعظم لنکا سر جان کوٹلہ والا نے بیگم لیاقت علی خان سے ملاقات کے دوران میں انہیں لنکا آنے کی دعوت دی۔ بیگم لیاقت علی خان نے یہ دعوت منظور کر لی ہے:

روس وزراء خارجہ کے تین اجلاس برلن کے انعقاد پر رضامند ہو گیا

بولن ۱۵ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ روس اس بات پر رضامند ہو گیا ہے کہ وزراء خارجہ کی کانفرنس کی چار نشستوں میں سے تین نشستیں برلن کے مغربی منطقہ میں منعقد کی جائیں۔ اور ایک نشست روسی منطقہ میں آج برلن میں برطانوی ہیڈ کوارٹر میں مغربی طاقتوں کے نمائندوں کا ایک اجلاس ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا روس کے اس فیصلہ کی انہیں باضابطہ اطلاع مل چکی ہے یا نہیں۔

— کراچی ۱۵ جنوری۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی ۱۶ جنوری کو شام کے ۵½ بجے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے ڈھاکہ روانہ ہو جائیں گے۔ آپ کے ہمراہ بیگم محمد علی اور وزیر قانون مسٹر اے کے بروہی ہونگے

برطانیہ پاکستان کے لئے امریکہ کی مجوزہ فوجی امداد کا مخالف نہیں ہے

اس قسم کی امداد امریکہ سے دوسرے ممالک بھی حاصل کرتے رہے ہیں تعلقات دولت مشترکہ کے برطانوی وزیر لارڈ سوئنٹن کا اعلان

لنڈن ۱۵ جنوری۔ تعلقات دولت مشترکہ کے برطانوی وزیر لارڈ سوئنٹن نے کل ایک دعوت کے موقعہ پر دولت مشترکہ کے صحافیوں کو بتایا کہ برطانیہ کو نہ تو یہ حق پہنچتا ہے۔ اور نہ ہی وہ اس کا ارادہ رکھتا ہے کہ وہ پاکستان کے لئے امریکہ کی مجوزہ فوجی امداد کی مخالفت کرے۔ برطانوی وزیر نے اعلان کیا۔ کہ مجوزہ امریکی امداد کے بارے میں بات کا بتنگڑ بنانے کی بہت کوششیں کی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس سے پہاڑ ٹوٹ پڑے یا زلزلہ آ جائے۔ لارڈ سوئنٹن نے کہا پاکستان کو امریکہ کی طرف سے مجوزہ امداد کا ملنا معقول اور مناسب ہے اس لئے برطانیہ کی حکومت اس کی مخالفت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ انہوں نے کہا امریکہ پاکستان کو ایک تحفہ یا عطیہ دینا چاہتا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ اور بہت سے ملک جن میں ہم خود بھی شامل ہیں امریکہ سے امداد حاصل کرتے رہے ہیں۔ آخر پاکستان کو اس سے زیادہ فوجی اور اقتصادی امداد تو نہیں مل سکتی۔ جتنی کہ ہند چینی میں امریکہ کی طرف سے فرانس کو مل رہی ہے:

وزیر اعظم پاکستان کولمبو کانفرنس میں شرکت پر رضامند ہو گئے

کانفرنس میں کسی ملک کے داخلی مسائل پر گفتگو نہیں کی جائیگی

کراچی ۱۵ جنوری۔ پاکستان پانچ ایشیائی ممالک کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں شریک ہونے پر رضامند ہو گیا ہے۔ کیونکہ لنکا کے وزیر اعظم سر جان کوٹلہ والا نے وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کو یقین دلایا ہے کہ کانفرنس کسی ملک کے داخلی معاملات کے متعلق یا ان معاملات کے متعلق جو کسی خاص ملک سے متعلق ہوں بحث نہیں کرے گی ان معاملات میں پاکستان کو امریکی مجوزہ امداد کا مسئلہ بھی آ جاتا ہے۔ مسٹر کوٹلہ والا نے وزیر اعظم پاکستان کو یہ یقین بھی دلایا ہے۔ کہ کانفرنس دو یا دو سے زیادہ ملکوں کے باہمی اختلافات کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ سیلونی وزیر اعظم نے کل مسٹر محمد علی سے دو ملاقاتیں کیں۔ ان دو ملاقاتوں میں مجوزہ کانفرنس کا مسئلہ خاص طور پر موضوع بحث بنا رہا۔ مسٹر محمد علی نے سر جان کو بتایا کہ وہ کشمیر اور نہری پانی کے جھگڑوں پر بحث کرنے کی مخالفت نہیں کریں گے۔ باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان نہ صرف اس امر کا خیر مقدم کرے گا۔ کہ ان معاملات پر بحث کی جائے بلکہ زور دے گا کہ ان مسائل کو ایجنڈے میں شامل کیا جائے۔ ان حلقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ پاکستان اس کانفرنس میں لنکا کے تارکین وطن جیسے مسائل پر بحث کرنے کا بھی خیر مقدم کرے گا۔

سر جان کوٹلہ والا نے بتایا کہ ان کی مسٹر محمد علی سے بات چیت بہت عمدہ طریق پر ہوئی۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ کیا انہوں نے وزیر اعظم پاکستان سے دفاعی مسائل پر بھی بات چیت کی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ فوجی آدمی نہیں ہیں:

شام کی شکایت پر غور کرنے کے لئے سلامتی کونسل کا اجلاس ۲۱ جنوری تک ملتوی کر دیا گیا

نیویارک ۱۵ جنوری۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا جو اجلاس دریائے اردن کا رخ موڑنے کے خلاف شام کی شکایت پر غور کرنے کے لئے کل منعقد ہونے والا تھا وہ ۲۱ جنوری تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اجلاس کے التوا کی درخواست امریکہ برطانیہ اور فرانس کی طرف سے کی گئی تھی۔ درخواست میں التوا کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اس درخواست پر رائے شماری کرائی گئی۔ تو اس کے حق میں ۱۱ ووٹ زیادہ آئے۔ جس پر اس ماہ کونسل کے لبنانی صدر ڈاکٹر چارلس ملک نے اجلاس کو ملتوی کر دیا:

برطانیہ کی ایشیائی وزراء اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں دلچسپی

کراچی ۱۵ جنوری کراچی کے سفارتی حلقوں کا بیان ہے کہ جنوب مشرقی ایشیا سے باہر کے ممالک خصوصاً برطانیہ جنوب مشرقی ایشیا کے وزراء اعظم کی مجوزہ کانفرنس میں بہت دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ برطانوی ہائی کمشنر کے دفتر کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ وائٹ ہال نے ہمیشہ باہمی صلاح مشورہ کا خیر مقدم کیا ہے اور ہمیشہ ہی اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ایک منطقہ کے ممالک کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ آپس میں مل کر اپنے معاملات کے متعلق بات چیت کریں:

روم ۱۵ جنوری کل بحر روم میں جو ہوائی جہاز گر کر تباہ ہو گیا تھا۔ اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۶ تک پہنچ گئی ہے۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آدمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا:

روزنامہ الصلح کراچی

مورخہ ۱۶ صلح ۱۳۳۲ ہش

حرص و آز کا لامتناہی چکر

المصلح کی ایک گزشتہ اشاعت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام شائع ہوا تھا۔ اس کے ایک قطعہ میں حضور فرماتے ہیں۔

غضب خدا کا کہ مال حرام کھاتا ہے ÷ نہیں ہے حرص کی حد صبح و شام کھاتا ہے
نماز چھوٹے تو جھٹ جلائے کچھ نہیں پروا ÷ مگر حرام کی روٹی مدام کھاتا ہے

ظاہر ہے اس قطعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مال حرام سے بچنے اور رزق حلال پر اکتفا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ چیز فی زمانہ نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ حلال و حرام کا امتیاز مٹانے کی جیسی جیسی مکروہ کوششیں اس زمانہ میں کی گئی ہیں شاذ ہی پہلے کبھی کی گئی ہوں۔ اس پر ستم یہ ہے کہ لوگ اس کی مضرت کے احساس سے یکسر خالی ہیں۔ اس میں شک نہیں بسا اوقات انسان سے چھوٹی سی لغزش سرزد ہو جاتی ہے۔ اور وہ اسے معمولی سی بے اعتدالی پر محمول کرتے ہوئے چنداں اہمیت نہیں دیتا۔ لیکن جب یہی بے اعتدالی یا بدعنوانی عام ہو جاتی ہے۔ اور افراد ہی نہیں بلکہ قوموں کی قومیں اس میں ملوث ہو جاتی ہیں۔ تو یہی بے حقیقت سی لغزش گھریلو زندگی معاشرے اور بالآخر دنیا میں نقص امن کا موجب بن جاتی ہے۔ یہی حال ناجائز ذرائع سے اموال کمانے کی قبیح عادت کا ہے بظاہر یہ ایک معمولی چیز نظر آتی ہے۔ لیکن یہی آج سماجی زندگی میں امن و سکون کے فقدان کا موجب بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سکون و عافیت کے مفقود ہو جانے کی مختلف وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں میں حرص و آز کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے۔ دنیوی خواہشات دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور انہیں پورا کرنے کی خاطر اس امر کی پروا نہیں کی جاتی۔ کہ آیا یہ خواہشات جائز ذرائع سے پوری ہو رہی ہیں یا ناجائز ذرائع سے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کے اموال پر ڈاکہ ڈالنے کے نت نئے بہانے تراشے جاتے ہیں۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ مال کو کسی نہ کسی طرح جائز ثابت کر دیا جائے۔ اس طرح حرام مال تو حرام ہی رہتا ہے۔ البتہ انسان کی مسخ شدہ فطرت تسلی پا جاتی ہے۔ کہ وہ حرام مال نہیں کھا رہا۔

یہ تو تھا افراد کا حال قوموں کی حالت بھی اس لحاظ سے کم تشویش انگیز نہیں۔ گزشتہ ایک صدی کے واقعات اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ ایک عرصہ سے ترقی پذیر قوموں کی نگاہیں غیر ترقی یافتہ قوموں اور ان کے وسائل پر لگی ہوئی تھیں۔ اور انہیں ہر آن یہ فکر کھائے جا رہا تھا کہ پسماندہ قوموں کو اپنا مطیع و منقاد بنا کر کسی نہ کسی طرح ان کے وسائل سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ یہی جذبہ تھا کہ جس نے Colonialism کے نظریہ کو جنم دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مغرب کی قومیں اس دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک چھا گئیں۔ مختلف علاقوں کے بسنے والوں کو مار مار کر ختم کر دیا گیا یا پھر انہیں توت لا یموت کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھ کے ان کے وسائل کو اپنے قبضے میں لے لیا گیا۔ امریکہ جنوبی افریقہ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ اور مشرقی و مغربی اور شمالی افریقہ کی تمام نو آبادیات اجتماعی حرص و آز کی کارفرمائیوں ہی کی مرہون منت ہیں۔ ہر ایک طاقت تہذیب و ثقافت کی نام نہاد برتری کی بنا پر دوسروں کی آزادی سلب کرتے ہیں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتی ہے۔ اور اسے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آتا۔ کہ قوموں کو ان کے وسائل سے محروم کرنا کسی طرح بھی اکل حلال قرار نہیں پا سکتا بلکہ یہ قومی بنیادوں پر اکل بالباطل کا درجہ رکھتا ہے۔ الغرض آجکل کی دنیا میں کیا افراد اور کیا اقوام سب ہی حلال و حرام کی تمیز سے بے نیاز ہو کر جنون اکتساب کے لامتناہی چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی مخاصمانہ جدوجہد کے ہاتھوں شخصی اطمینان و سکون اور بین الاقوامی امن و عافیت برباد ہو رہا ہے۔

اسلام چونکہ صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اس لئے اس نے جہاں ظلم و ناانصافی اور امن میں خلل ڈالنے والے تمام دوسرے محرکات کی روک تھام کی ہے وہاں اس نے ناجائز ذرائع سے اموال کمانے کے عافیت کش طریقوں کا سدباب بھی نہایت حکیمانہ انداز میں فرمایا ہے۔ اس نے صرف ناجائز ذرائع سے دولت کمانے ہی سے منع نہیں کیا بلکہ عجیب و غریب انداز میں مال حرام سے بچنے کی اہمیت بیان کر کے اس امر کے امکانات کا خاتمہ کر دیا۔ کہ مومن ناجائز ذرائع سے فائدہ حاصل کرنے کی طرف راغب ہو۔ یا اس میں پڑ کر اپنا دین و ایمان گنوا بیٹھے۔ چنانچہ اسلام نے اس ضمن میں محض لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یا لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث یا اسی قسم کے دوسرے احکام پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے۔ ان کے استعمال پر بھی پابندیاں لگا کر اس امر کو ذہن نشین کرا دیا۔ کہ محض حرام چیزوں سے بچنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ حلال اور طیب چیزوں کے بارے میں بھی اتنی احتیاط لازم ہے کہ انہیں استعمال میں لانا رضائے الٰہی کا موجب بن سکے۔ چنانچہ دیگر متعلقہ احکامات کے علاوہ سال میں ایک مہینہ ایسا بھی آتا ہے کہ جب مسلمانوں کے لئے حلال اور طیب چیزوں پر پابندی لگ جاتی ہے۔ اور وہ ان کا استعمال ایک خاص نظام کے تحت خاص خاص اوقات میں کرتے ہیں۔ روزہ نام ہی اس چیز کا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مقررہ اوقات میں حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ یا کسب مال کے جن ذرائع کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔ ان سے بچنا ایسی نیکی نہیں ہے۔ کہ جسے اعلیٰ درجہ کی نیکی کہا جا سکے۔ ہاں از خود اپنے نفس پر قابو رکھتے ہوئے ایک معین عرصہ کے لئے حلال چیزوں سے دستکش ہو جانا یقیناً ایسی نیکی ہے۔ جو انسان کے لئے قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک حلال و طیب چیزوں کا بے قید استعمال بھی جائز نہیں وہ ناجائز و حرام چیزوں کے قریب بھی کیسے پھٹک سکتے ہیں۔ یہ اسلامی تعلیم کا وہ حکیمانہ پہلو ہے۔ جو اسے تمام دیگر ادیان سے ممتاز کرتا۔ اور اسے ایک نمایاں فضیلت بخشتا ہے۔

اسی طرح اسلام نے قومی اور ملکی بنیادوں پر حرص و آز کا دوزخ بھرنے اور اس کی خاطر ناجائز ذرائع اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک خیر و ابقی یعنی لالچ اور حرص کی وجہ سے اپنی آنکھیں اس کی طرف مت اٹھاؤ۔ کہ جس کا فائدہ ہم نے آزمانے کی خاطر دنیوی زندگی کی آرائشوں میں سے دوسرے لوگوں کو دیا ہے۔ تمہارے رب کا عطا کردہ رزق ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اب اگر اس زمانے میں مغربی اقوام اس سنہری تعلیم پر عمل کرتیں۔ تو دنیا Colonialism یعنی نوآبادیاتی نظام کے چکر میں کبھی نہ پھنستی اور ایک دوسرے کے اموال کو قومی بنیادوں پر اس طرح لوٹ نہ مچتی۔ جس طرح کہ آج دنیا میں مچی ہوئی ہے اور جس کی خاطر دنیا کا امن برباد ہو رہا ہے۔ پس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مذکورہ بالا قطعہ میں جس برائی سے بچنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ بظاہر معمولی سی برائی نظر آتی ہے لیکن اپنی ذات میں اتنی خطرناک ہے کہ آج اس نے شخصی سکون و اطمینان اور بین الاقوامی امن کو تہ و بالا کر رکھا ہے۔ جو شخص بھی ناجائز ذرائع سے روپیہ حاصل کر کے اپنی خواہشات کو خواہ مخواہ بڑھاتا ہے۔ وہ دراصل دنیا میں ایک فساد عظیم برپا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ پس اس چیز سے بچنا اور دوسروں کو بچنے کی تلقین کرنا فی زمانہ ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ اور جس کا اجر بھی نہایت عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں باطنی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کے علاوہ انسانی تعلقات میں امن و سکون اور سلامت روی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

ایک ضروری اطلاع

احباب مغربی پنجاب (پاکستان) کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ اب اخبار "بدر" قادیان کے داخلہ پنجاب سے حکومت مغربی پنجاب نے اپنی عائد کردہ پابندی اٹھا لی ہے۔ اس لئے ان احباب کے نام جن کے ذمہ بقایا نہ تھا۔ نئے سال سے اخبار جاری کر دیا گیا ہے۔ امید ہے وہ اخبار ملنے پر اطلاع دیں گے۔ کہ یہ اخبار اب ان کو باقاعدہ مل رہا ہے یا نہیں۔ نیز وہ احباب پاکستان جو ابھی اخبار بدر کے خریدار نہیں ہیں۔ یا جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس مرکز قادیان سے شائع ہونے والے اخبار کے خریدار بنیں۔ اور اس قومی و دینی اخبار کی اشاعت میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ ÷ مینیجر اخبار بدر قادیان

درخواست دعا میرا چھوٹا بھائی عزیز منصور احمد عرصہ سے بیمار ہے اور آجکل ربوہ کے ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

احمد حسین کاتب المصلح کراچی

محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم

(۳)

(مکرم جناب مرزا عبدالحق صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی پراونشل امیر صوبہ پنجاب)

محبت الٰہی کس طرح پیدا ہوتی ہے

"قل ان کان اٰباءکم و ابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔

ترجمہ:۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری برادری اور تمہارے وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں۔ اور تمہاری سوداگری جس کے بند ہونے کا تمہیں خوف ہے۔ اور تمہاری حویلیاں جو تمہارے دل پسند ہیں۔ خدا سے اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو لڑانے سے زیادہ پیارے ہیں۔ تو تم اس وقت تک منتظر رہو۔ کہ جب خدا اپنا حکم ظاہر کرے۔ اور خدا بدکاروں کو کبھی اپنی راہ نہیں دکھائیگا۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں۔ وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔ یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے۔ جس میں وہ شخص باخدا بنتا ہے۔ کیونکہ جو اس کے لئے ہزاروں بلائیں خریدے۔ اور خدا کی طرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے۔ کہ خدا کے سوا کوئی اس کا نہ رہے۔ گویا سب مر گئے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم خود نہ مریں۔ زندہ خدا نظر نہیں آسکتا۔ خدا کے ظہور کا دن وہی ہوتا ہے کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے ہم اندھے ہیں۔ جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہو جائیں۔ ہم مردہ ہیں۔ جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ ہو جائیں۔ جب ہمارا منہ ٹھیک ٹھیک اس کے محاذات میں پڑے گا۔ تب وہ واقعی استقامت جو تمام نفسانی جذبات پر غالب آتی ہے۔ ہمیں حاصل ہوگی۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور یہی وہ استقامت ہے۔ جس سے نفسانی زندگی پر موت آجاتی ہے۔ ہماری استقامت یہ ہے۔ کہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کہ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن یعنی یہ کہ قربانی کی طرح میرے آگے گردن رکھ دو۔

ایسا ہی ہم اس وقت درجہ استقامت حاصل کریں گے۔ کہ جب ہمارے وجود کے تمام پرزے اور ہمارے نفس کی تمام قوتیں اسی کے کام میں لگ جائیں۔ اور ہماری موت اور ہماری زندگی اسی کے لئے ہو جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے ہے۔ اور جب انسان کی محبت خدا کے ساتھ اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ اس کا مرنا اور جینا اپنے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہو جائے۔ تب وہ خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے۔ اپنی محبت کو اس پر اتارتا ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ جس کو دنیا نہیں پہچانتی۔ اور نہ سمجھ سکتی ہے۔ اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا خون اسی لئے ہوا۔ کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا۔ وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے۔ کہ دنیا ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔ یعنی وہ جو منکر ہیں۔ تیری طرف دیکھتے تو ہیں۔ مگر تو انہیں نظر نہیں آتا۔ غرض جب وہ نور پیدا ہوتا ہے۔ تو اس نور کی پیدائش کے دن سے ایک زمینی شخص آسمانی ہو جاتا ہے۔ وہ جو ہر ایک وجود کا مالک ہے۔ اس کے اندر بولتا ہے۔ اور اپنی الوہیت کی چمکیں دکھلاتا ہے۔ اور اس کے دل کو کہ جو پاک محبت سے بھرا ہوا ہے۔ اپنا تخت گاہ بناتا ہے۔ اور جب ہی سے یہ شخص ایک نورانی تبدیلی پاکر ایک نیا آدمی ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے لئے ایک نیا خدا ہو جاتا ہے۔ اور نئی عادتیں اور نئی سنتیں ظہور میں لاتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ نیا خدا ہے۔ یا عادتیں نئی ہیں۔ مگر خدا کی عام عادتوں سے وہ الگ عادتیں ہوتی ہیں۔ جو دنیا کا فلسفہ ان سے آشنا نہیں۔ اور یہ شخص جیسا کہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد۔ یعنی انسانوں میں وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں۔ جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں۔ اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر خدا کی رحمت ہے۔ ایسا ہی وہ شخص جو روحانی حالت کے اس مرتبہ تک پہنچ گیا ہے۔ خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے۔ کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے۔ جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان کو بیچ دیتا ہے۔ اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ وہ خدا کا ہے۔ اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے۔ اور جو طاعت خالق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں۔ ایسے شوق و ذوق و حضور دل سے بجا لاتا ہے۔ کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے۔ اور ارادہ اس کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہمرنگ ہو جاتا ہے۔ اور تمام لذت اسکی فرمانبرداری میں ٹھیر جاتی ہے۔ اور تمام اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ وہ نقد بہشت ہے۔ جو روحانی انسان کو ملتا ہے۔ اور وہ بہشت جو آئندہ ملے گا۔ وہ درحقیقت اسی کے اظلال اور آثار ہیں۔ جس کو دوسرے عالم میں قدرت خداوندی جسمانی طور پر متمثل کر کے دکھلائیگی۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۸۸ تا ۹۸ ملخص)

محبت الٰہی پیدا کرنے کے لئے جماعت کو نصیحت

نفس کو پاک کرنے اور محبت الٰہی کے لئے اس میں جگہ بنانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایسی راہ سکھاتا ہوں۔ جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی طریق ہے۔ جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو۔ جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر اسکی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اٹھتا ہے۔ اور پانی پر پہنچتا ہے۔ اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے۔ اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جز بن گئی تھی۔ کچھ آگ کے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں۔ جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے۔ جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا۔ یعنی وہ نفس نجات پا گیا۔ جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔" (رسالہ جہاد صفحہ ۱۳ تا ۱۶)

اسی طرح جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے (التعلیم للجماعت) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ "فلاح پا گیا۔ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔ اور نامراد ہو گیا۔ جس نے اس کو بدی میں دھنسا دیا۔ اور صرف بیعت کو لینے کو ہی کافی نہ سمجھ لو۔ بغیر پاکیزگی اور تزکیہ کے اور تم خوارق کی نیاری کے بغیر ایسی دختر کی طرح ہو۔ جس کی شادی بلوغت سے قبل ہو گئی ہو۔ اور تم معرفت کا چشمہ ان لوگوں میں تلاش نہ کرو۔ جن کو بصیرت کی آنکھ نہیں دی گئی۔ اور میرے ساتھ اسی طرح تعلق پکڑ لو۔ جس طرح شگوفہ درخت کے ساتھ پکڑتا ہے۔ تاکہ تم شگوفہ سے پھل بن جاؤ۔ تقویٰ اختیار کرو تقویٰ اختیار کرو اے عقلمندو۔ اس کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جس نے اپنی باگ شہوات کی طرف موڑ لی ہو۔ اور تم اس رب کی عظمت کو نہ بھول جاؤ۔ جو تمہاری ہر حرکت کو دیکھتا ہے۔ اللہ نہیں محبت کرتا۔ مگر صاف دلوں کے ساتھ اور پاک نفسوں کے ساتھ اور انتہائی کوشش کرنے والی ہمتوں کے ساتھ۔ پس جب تم اسی طریق کو چھوڑتے ہو۔ تو اس کی نگاہ میں ردی چیز کی طرح ہو جاتے ہو۔ پس تم سستی اور غافلوں کی زندگی سے بچو۔ اور اپنے رب کو راضی کرو۔ اس کے حضور کھڑے ہو کر اور سجدے کر کے اسی طرح کہ تمہیں چین نہ آئے۔ اور اس کے حدود کی حفاظت کرو۔ اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور چاہیئے۔ کہ اس کریم کے ذکر سے جو تمہارا حقیقی غمگسار ہے۔ تمہارے غم دور ہو جائیں۔ اور تمہیں نیند کس طرح آتی ہے۔ حالانکہ ڈر کے وقت تمہارا توکل اس خلاق پر نہیں ہے۔ تم نور کی پیروی کرو اور رات کے چلنے کو ترجیح نہ دو۔ اور اللہ کے چہرے کی طرف دیکھو۔ اور مخلوق کی طرف نہ دیکھو۔ زمین کے حکام کا بھی شکریہ ادا کرو۔ اور اس حاکم کو کبھی نہ بھول جاؤ۔ جو آسمان میں ہے۔ اور کوئی تمہیں نفع نہیں دے سکتا۔ اور کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر جب تمہارا رب ارادہ کرے۔ پس تم اپنے رب سے دور نہ ہو اے عقلمندو۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ مخلوق میں کس طرح تلواریں رکھی گئی ہیں۔ اور پے درپے موتیں آرہی ہیں۔ اور تم قضاء و قدر کے حملے اور لوگوں کی بے تابی کو دیکھتے ہو پس تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ رکن شدید کی طرف پناہ لو۔ اور وہ اللہ ہے۔ جو کہ قوی ہے۔ اور عرش مجید والا ہے۔ اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اور امان میں داخل ہو جاؤ۔ اور آج اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ اے جوانو! زمینی حیلوں کے ساتھ اپنے نفسوں کو دھوکہ مت دو۔ کیونکہ اب معاملہ سارا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اے دانشمندو اور اپنے اور

حضرت عزت کے درمیان فرق نہ رکھو۔ کیونکہ پھر اس کی طرف سے بھی فرق ہو جائے گا۔ اور تم ذلت کے ساتھ ہلاک کئے جاؤ گے۔ اس رجل کے سوا باقیوں سے اپنی امید قطع کر دو۔ وہ تم پر رحم کریگا اور تمہیں آگوں سے نجات دے گا۔ میں آسمان پر غضب دیکھتا ہوں۔ پس ڈرو اللہ کے بندو اور اس رب کے غضب سے اور آسمان سے فضل تلاش کرو۔ اور گرگ کی طرح زمین کی طرف نہ جھک جاؤ۔ طلب میں انتہا کر دو اور حاجت پوری کرنے میں اصرار پورا کرو۔ تو تم بے قراری سے نجات پاؤ گے۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۹۶ تا ۱۰۸)

گناہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور اس کا علاج کیا ہے

اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے۔ جو اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب انسان خدا کی طاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے۔ اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے۔ تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے۔ اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے۔ جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔ اور اس کی خشکی کا علاج خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں تین طور سے ہے۔ (۱) **محبت** (۲) **استغفار** جس کے معنی دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کے ہیں۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے۔ تب تک سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ (۳) تیسرا علاج **توبہ** ہے۔ یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اسے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے۔ بلکہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔ تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں۔ کیونکہ سب سے مطلب یہ ہے۔ کہ ہم خدا سے نزدیک ہو جائیں۔ دعا بھی توبہ ہے۔ کیونکہ اس سے بھی ہم خدا کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اسی لئے خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام روح رکھا۔ کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت میں ہے۔ اور اس کا نام نفس رکھا۔ اور نفس لغت میں عین شے کے معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا سے اتحاد پیدا کرنے والا ہے۔ خدا سے دل لگانا ایسا ہوتا ہے۔ جیسا کہ باغ میں وہ درخت ہوتا ہے۔ جو باغ کی زمین سے خوب پیوستہ ہوتا ہے۔ یہی انسان کا جنت ہے۔ اور جس طرح درخت زمین کے پانی کو چوستا اور اپنے اندر کھینچتا اور اس سے اپنے زہریلے بخار باہر نکالتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دل کی حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت کا پانی چوس کر زہریلے مواد کے نکالنے پر قوت پاتا ہے۔ اور بڑی آسانی سے ان مواد کو دفع کرتا ہے۔ اور خدا میں ہو کر پاک نشوونما پاتا جاتا ہے۔ اور بہت پھیلتا اور خوشنما سرسبزی دکھلاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ مگر جو خدا میں پیوستہ نہیں۔ وہ نشوونما دینے والے پانی کو چوس نہیں سکتا۔ اس لئے دم بدم خشک ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر پتے بھی گر جاتے ہیں۔ اور خشک اور بدشکل ٹہنیاں رہ جاتی ہیں۔ پس چونکہ گناہ کی خشکی بے تعلقی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس خشکی کو دور کرنے کے لئے سیدھا علاج مستحکم تعلق ہے۔ جس پر قانون قدرت گواہی دیتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہ اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام یافتہ ہے۔ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میرے بہشت کے اندر آ......

غرض گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہذا وہ تمام اعمال صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں۔ گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں۔ کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی۔ یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے۔ جو درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے۔ جب کہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے۔ جبکہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑھ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت کے مشابہ ہے۔ کہ جب درخت اپنی جڑھیں پانی سے قریب کر کے بچہ کی طرح اسکو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے۔ کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں۔ جو کسی کی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں۔" (سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۳۰-۳۱)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"اور اس جگہ کوئی کفارہ مفید نہیں اور کوئی طریق ایسا نہیں جو گناہ سے پاک کر سکے۔ بجز اس کامل معرفت کے جو کامل محبت اور کامل خوف کو پیدا کرتی ہے۔ اور کامل محبت اور کامل خوف یہی دونوں چیزیں ہیں۔ جو گناہ سے روکتی ہیں۔ کیونکہ محبت اور خوف کی آگ جب بھڑکتی ہے۔ تو گناہ کے خس و خاشاک کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ اور یہ پاک آگ اور گناہ کی گندی آگ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتیں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ ۶۔۵)

اور ذکر آچکا ہے۔ کہ پاک زندگی کے حصول کے لئے تین باتیں ضروری ہیں:-

تدبیر و مجاہدہ۔ دعا اور صحبت صالحین۔

تدبیر و مجاہدہ میں کیا کچھ داخل ہے۔ اور کون کونسے مراحل ہیں جن میں سے وہ انسان کو گذارتا ہے۔ اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں سورۃ المومنون کی ان آیات کی تشریح میں فرمایا ہے۔ قد افلح المومنون۔ نمازوں میں خشوع۔ لغو باتوں اور کاموں سے پرہیز۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مالی قربانی۔ فروج کی حفاظت اور امانتوں کی رعایت۔ یہ پہلے پانچ مراحل کا اجمال ہے۔ اور ان کے بعد آخری چیز جو انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ذکر حضور ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"غرض محبت سے بھری ہوئی یاد الٰہی جس کا نام نماز ہے۔ وہ درحقیقت ان کی غذا ہو جاتی ہے۔ جس کے بغیر وہ جی ہی نہیں سکتے۔ اور جس کی محافظت اور نگہبانی بعینہ اس مسافر کی طرح وہ کرتے رہتے ہیں۔ جو ایک دشت بے آب و دانہ میں اپنی چند روٹیوں کی محافظت کرتا ہے۔ جو اس کے پاس ہیں۔ اور اپنے کسی قدر پانی کو جان کے ساتھ رکھتا ہے۔ جو اس کی مشک میں ہے۔ واہب مطلق نے انسان کی روحانی ترقیات کے لئے یہ بھی ایک مرتبہ رکھا ہوا ہے۔ جو محبت ذاتی اور عشق کا غلبہ اور استیلا کا آخری مرتبہ ہے۔ اور درحقیقت اس مرتبہ پر انسان کے لئے محبت سے بھری ہوئی یاد الٰہی جس کا شرعی اصطلاح میں نماز نام ہے۔ غذا کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ بار بار جسمانی روح کو بھی اس غذا پر فدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور خدا سے علیحدہ ایک دم بھی بسر کرنا اپنی موت سمجھتا ہے۔ اور اسکی روح آستانہ الٰہی پر ہر وقت سجدہ میں رہتی ہے۔ اور تمام آرام اس کا خدا میں ہی ہو جاتا ہے۔ اور اس کو یقین ہوتا ہے۔ کہ میں اگر ایک طرفۃ العین بھی یاد الٰہی سے الگ ہوا۔ تو بس میں مرا۔ اور جس طرح روٹی سے جسم میں تازگی اور آنکھ اور کان وغیرہ اعضاء کی قوتوں میں توانائی آجاتی ہے۔ اسی طرح اس مرتبہ پر یاد الٰہی جو عشق اور محبت کے جوش سے ہوتی ہے۔ مومن کی روحانی قوتوں کو ترقی دیتی ہے۔ یعنی آنکھ میں قوت کشف نہایت صاف اور لطیف طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کان خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں۔ اور زبان پر وہ کلام نہایت لذیذ اور اجلیٰ اور اصفیٰ طور پر جاری ہو جاتا ہے۔ اور رویاء صادقہ بکثرت ہوتے ہیں۔ جو فلق صبح کی طرح ظہور میں آجاتے ہیں۔ اور بباعث علاقہ صافیہ محبت جو حضرت عزت سے ہوتا ہے۔ مبشر خوابوں سے بہت سا حصہ ان کو ملتا ہے۔ یہی وہ مرتبہ ہے۔ جس مرتبہ پر مومن کو محسوس ہوتا ہے۔ کہ خدا کی محبت اس کے لئے روٹی اور پانی کا کام دیتی ہے۔ یہ نئی پیدائش اس وقت ہوتی ہے۔ جب پہلے روحانی قالب تمام تیار ہو چکتا ہے۔ اور پھر وہ روح جو محبت الٰہیہ کا ایک شعلہ ہے۔ ایسے مومن کے دل پر آ پڑتا ہے۔ اور یک دفعہ طاقت بالانشینی بشریت سے بلند تر اس کو لے جاتی ہے۔ اور یہ مرتبہ وہ ہے۔ جس کو روحانی طور پر خلق آخر کہتے ہیں۔ اس مرتبہ پر خدا تعالیٰ اپنی محبت ذاتی کا ایک افروختہ شعلہ جس کو دوسرے لفظوں میں روح کہتے ہیں مومن کے دل پر نازل کرتا ہے۔ اور اس سے تمام تاریکیوں اور آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اسی روح کے پھونکنے کے ساتھ وہ حسن جو ادنیٰ مرتبہ پر تھا۔ کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ایک روحانی آب و تاب پیدا ہو جاتی ہے۔ اور گندی زندگی کی کبودگی بکلی دور ہو جاتی ہے۔ اور مومن اپنے اندر محسوس کر لیتا ہے۔ کہ ایک نئی روح اس کے اندر داخل ہو گئی ہے۔ جو پہلے نہیں تھی۔ اسی روح کے ملنے سے ایک عجیب سکینت اور اطمینان مومن کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اور محبت ذاتیہ ایک فوارہ کی طرح جوش مارتی اور عبودیت کے پودہ کی آبپاشی کرتی ہے۔ اور وہ آگ جو پہلے ایک معمولی گرمی کی حد تک تھی، اس درجہ پر وہ تمام و کمال افروختہ ہو جاتی ہے۔ اور انسانی وجود کے تمام خس و خاشاک کو جلا کر الوہیت کا قبضہ اس پر کر دیتی ہے۔ اور وہ آگ تمام اعضاء پر احاطہ کر لیتی ہے۔ تب اس لوہے کی مانند جو نہایت درجہ آگ میں تپایا جائے۔ یہاں تک کہ سرخ ہو جائے۔ اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں۔ کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے۔ بلکہ محبت الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے۔ جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے۔ اور باطن میں اسکی عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔ اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے۔ جس کے کھانے پر اسکی زندگی موقوف ہوتی ہے۔ اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے۔ جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ اور اس مقام پر استعارہ کے رنگ میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ خدا اس مرتبہ کے مومن کے اندر داخل ہوتا اور اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتا اور اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنا لیتا ہے۔ تب وہ اپنی روح سے نہیں بلکہ خدا کی روح سے دیکھتا اور خدا کی روح سے سنتا اور خدا کی روح سے بولتا اور خدا کی روح سے چلتا اور خدا کی روح سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس مرتبہ پر نیستی اور استہلاک کے مقام میں ہوتا ہے۔ اور خدا کی روح اس پر اپنی محبت ذاتیہ کے ساتھ تجلی فرما کر حیات ثانی اس کو بخشتی ہے۔ پس اس وقت روحانی طور پر اس پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ ثم انشأناہ خلقاً آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ *

* ایسی روحانی وجود کی روح روحانی قالب تیار ہونے کے بعد انسان کے روحانی وجود میں داخل ہوتی ہے۔ یعنی اس وقت جبکہ انسان شریعت کا تمام جوا اپنی گردن پر لے لیتا ہے۔ اور مشقت اور مجاہدہ کے ساتھ تمام حدود الٰہیہ کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور ورزش شریعت اور بجا آوری احکام کتاب اللہ سے اس لائق ہو جاتا ہے۔ کہ خدا کی روحانیت اسکی طرف توجہ فرماوے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ اپنی محبت ذاتیہ سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کی محبت ذاتیہ کا مستحق ٹھیرا لیتا ہے۔ جو برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح شیریں ہے ......" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۵ تا ۶۶) (باقی)

قرآن مجید کی رُو سے تربیت کے آٹھ اصول

(از مکرم جناب مولوی قمرالدین صاحب فاضل انسپکٹر تعلیم و تربیت ربوہ)

قرآن مجید رب العلمین کی طرف سے ہدایت نامہ ہے۔ آیت انا نحن نزّلنا الذکر وانا له لحافظون اور آیت وننزّل من القرآن ماهو شفاءٌ ورحمة للعالمين اس دعویٰ کی شاہد ہیں۔ سو جیسے وہ جسمانی تربیت فرماتا ہے۔ ویسے ہی روحانی تربیت کے سامان بھی بہم پہنچاتا ہے اور درحقیقت خدا تعالےٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے آیت یرید الله لیبیّن لکم و یهدیکم سنن الذین من قبلکم و یتوب علیکم اور آیت یرید الله ان یخفّف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (نساء ع۵) کے مطابق ہدایت اور رہنمائی کا کام اپنے ذمہ رکھا ہے اور اگر وہ شریعت مقرر کر کے خود ہی اپنی مخلوق کو راستہ نہ دکھاتا تو بیچارے انسان ضعیف البنیان کی ساری عمر قانون بنانے میں ہی صرف ہو جاتی اور پھر بھی تجربہ کے بعد تجربہ پر شاید صحیح قانون نہ بن سکتا اور انسان صراط مستقیم کو نہ پا سکتا۔

واضح ہو کہ قرآن مجید کی رو سے ہمارا عقیدہ ہے کہ خدائے عزّوجلّ ہمیشہ سے فروت حقہ پر لوگوں کی رہنمائی فرماتا رہا ہے اور اسی سلسلہ میں اس نے کامل واکمل کتاب قرآن مجید بطور ہدایت نامہ اور شریعت نازل فرمائی جس کے متعلق فرما دیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدۃ) کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے اور مذہب اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ اس کامل واکمل کتاب میں اصول تربیت کیا بیان فرمائے گئے ہیں؟ یہ ایک بہت اہم مضمون ہے اور اپنی وسعت کے لحاظ سے مستقل کتاب کو چاہتا ہے۔ مگر اس وقت میں وقت کے تقاضا کے لحاظ سے صرف اصول تربیت میں سے چند باتیں احباب کے سامنے رکھوں گا

اوّل:۔ جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید میں انسانی پیدائش کی غرض آیت ماخلقت الجن والانس الالیعبدون میں عبد بننا بیان کی گئی ہے اور سب سے پہلی وحی اقرأ باسم ربك الذی خلق کی تعمیل میں جو دعا سکھائی گئی ہے وہ سورۃ فاتحہ ہے جس کی ابتداء الحمد لله رب العالمین سے ہوتی ہے کہ سب خوبیوں اور تعریفوں کی مالک ذات صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے جو رب العالمین ہے رب کے معنی (۱) پیدا کرنیوالا (۲) ترقی دینے والا اور (۳) بتدریج کمال تک پہنچانے والا ہے۔ سو جیسے اس نے ایک حقیر نطفہ سے انسان بنا دیا، اور ناقابل ذکر وجود کو اشرف المخلوق کا جامہ پہنا دیا ایسے ہی عبودیت میں کمال کو پہنچنے کے لئے بھی ہدایت فرما دی کہ تمہیں رب العالمین کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اسی کے آگے جھکنا چاہیئے اور جیسے نطفہ بتدریج ترقی کرتا ہے اور علقہ سے مضغہ اور مضغہ سے عظام اور فکسونا العظام لحماً کی منزلیں طے کرتا ہوا ثم انشانٰہ خلقاً آخر کا مصداق ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی عبودیت میں کمال کو پہنچنے کے لئے بھی صبر اور استقامت کی ضرورت ہے اور ایاك نعبد وایاك نستعین کا ورد کرنا ضروری ہے جس کا مخالف مفہوم یہ ہے کہ جلد بازی کرنیوالا شخص ٹھوکر کھاتا ہے اور درمیانی منازل سے ہی گر کر فنا ہو جاتا ہے اور اس کا وجود ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ پس اس میں بتایا کہ صفت رب العالمین کو پیش نظر رکھنا تربیت کے اہم اصول سے ہے۔

دوم:۔ قرآن مجید نے ایک اصل یہ بیان فرمایا ہے۔ ولکن کونوا ربانیین اے لوگو! تم ربانی بنو اور ربانی کے معنے ہیں الذی یعلم صغار العلم قبل کبارها جو بڑے علوم سے پہلے چھوٹے اور ابتدائی علوم سکھاتا ہے اور بنیاد مضبوط کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر بنیاد مضبوط نہ ہوگی تو عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اسی طرح قرآن مجید اور اسلامی باتیں انہیں لوگوں میں قائم رہ سکتی ہیں جن کی بنیادیں مضبوط رکھی گئی ہوں۔ پس بچپن ہی سے اصول ایمانیہ اور فروعات کو سکھانا اور ان پر ایمان کی عمارت کو مضبوط بنانے جانا ضروری امور سے ہے۔ ورنہ جن خاندانوں میں بنیادیں ناقص ہوتی ہیں ان کے ایمان کی عمارت کسی وقت بھی متزلزل ہو سکتی ہے۔

سوم:۔ قرآن مجید نے اصول تربیت میں یہ ایک اہم اصل بیان فرمایا ہے کہ بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسنٌ الخ (البقرہ) کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی رضامندی کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے سارے کام خدا کے لئے ہو جاویں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے اسلم کہنے پر فرما دیا تھا اسلمت لرب العالمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالےٰ شہادت دیتا ہے کہ آپ کے سارے کام خدا کی خاطر تھے جیسا کہ آیت قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین میں مذکور ہے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے حکم کے مطابق ہے۔ جب انسان روحانیت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے تو وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں آیت مذکورہ کے ماتحت فنا، بقا اور لقا کے درجات کا ذکر کیا ہے اور ان درجات کو حاصل کرنیوالا نفس امّارہ سے نجات حاصل کر کے نفس لوامہ اور پھر نفس لوامہ کے بعد نفس مطمئنہ بن کر خدا کی طرف سے ارجعی الیٰ ربك راضیة مرضیة کی پیاری آواز کو سنتا ہے اور خدا کے پاک بندوں کے ساتھ ہو کر اس کی جنت میں داخل ہو جاتا ہے

چہارم:۔ قرآن مجید کی رو سے جیسا کہ سورہ لقمان سے ظاہر ہے، شرک اور والدین کی نافرمانی بہت بڑے گناہوں میں سے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اشراک باللہ اور عقوق الوالدین کو اکبر الکبائر قرار دیا ہے پس اگر ہم خدا کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو گو ہم بڑی بڑی ریاضتیں کریں اور اپنے نفس کو مارنے کی تدبیریں کریں۔ لیکن اگر ہم خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور ماں باپ کے نافرمان ہیں۔ تو ہماری ریاضتیں اور تدبیریں سب ہیچ ہوں گی جیسے ہم لوگوں سے ہزار نیکی کر کے والدین کو دکھ دے کر اور انہیں ناراض رکھ کر نیکی کے اعلےٰ مقام کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا کر ہم اس کی ہزار عبادت کریں۔ اور اس کے آگے تذلل کریں تو یہ امر خدا کو خوش نہیں کر سکتا۔ پس تربیت کے اہم امور میں سے یہ بھی ہے کہ خدا کو راضی کرنے کے لئے اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دیا جائے اور والدین کیساتھ خدا کے تاکیدی حکم کے مطابق ہر طرح کا حسن سلوک روا رکھا جائے۔

پنجم:۔ قرآن کریم میں ہے۔ لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (احزاب) کہ اے لوگو محمد رسول اللہ صلعم تمہارے لئے نیک نمونہ ہیں جیسے یہ عمل کرتے ہیں ویسا کرنے سے خدا خوش ہو سکتا ہے ایک دوسرے مقام میں فرمایا۔ فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احداً (کہف) کہ جو شخص اپنے رب کی ملاقات چاہتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دے

آنحضرت صلعم کا دین کے بارے میں یہ اسوہ حسنہ ہے کہ آپ دین کے قائم کرنے میں جان تک کی پرواہ نہ کرتے تھے اور آپ کو دنیا سے محبت نہ تھی چنانچہ قرآن پاک فرماتا ہے لعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین۔ کہ اے رسول! شاید تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ اس لئے کہ لوگ ایماندار ہو جائیں؟ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ایماندار بنانے کے لئے اپنی جان کو ہر مشکل میں ڈالنے کے لئے تیار تھے۔ اور آپ کا کام لیخرج الذین اٰمنوا و عملوا الصلحٰت من الظلمٰت الی النور (طلاق) تھا۔ یعنی آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جاتے تھے دنیا سے بے رغبتی کا یہ حال تھا کہ آپ بادشاہ تھے ہر قسم کے مال آپ کے پاس آئے آپ نے مہاجرین وانصار کو دیکر انہیں مالا مال کر دیا مگر جب ازواج مطہرات نے غزوہ احزاب سے آئے ہوئے اموال کے پیش نظر مطالبہ کیا تو فرمایا کہ اگر دنیوی مال مطلوب ہیں، تو میں دیدیتا ہوں۔ مگر اس صورت میں میرے ساتھ نہ رہ سکو گی اور اسرحکن سراحاً جمیلاً سنا دیا۔ (احزاب) اس پر ازواج مطہرات نے بھی مال لینے سے انکار کیا اور آپ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ کیا پاکیزہ وجود تھا جسے رات دن دین کی ترویج کا فکر تھا وبس۔

اللهم صل علیه وعلیٰ آله اجمعین

ششم:۔ چھٹا تربیتی اصول قرآن مجید نے یہ پیش کیا ہے کہ بعض اوقات بیویاں اور اولاد بھی انسان کو دین سے دور کر دیتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروهم (تغابن) کہ تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے بھی تمہارے دشمن ہیں ان سے بچو۔ اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ بیویوں اور اولاد کے اس قدر مطالبات ہوں کہ انسان دینی خدمت میں حصہ نہ لے سکے۔ اس صورت میں گویا بیویاں اور اولاد اس کے لئے دشمن بن گئے۔ پس فرمایا کہ ان سے بچو یعنی ایسا طریق اختیار کرو جس سے دین ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔

ہفتم:۔ ساتواں تربیتی اصل یہ ہے کہ نیک ماحول کو قائم رکھا جائے۔ اگر کوئی برائی کا ارتکاب کرے تو ساری قوم ملکر اصلاح کرے تاکہ وہ گناہ قوم میں نہ پھیل جائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ برائی تھی کہ کانوا لا یتناهون عن منکرٍ فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون (مائدہ ع۱۱) وہ برائی سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے۔ اور یہ بہت برا کام کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ساری قوم میں برائی پھیل گئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! انما هلك من کان قبلکم اذا سرق فیهم الشریف ترکوه واذا سرق فیهم الضعیف اقاموا علیه الحدّ (مشکوٰۃ) (باقی)

مرکزی حکومت کو حکومت پنجاب کی طرف سے آخری فیصلہ کرنے کیلئے ۱۰ منٹ کی مہلت دی گئی تھی!

پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں میجر جنرل محمد اعظم خان کا بیان!

(گذشتہ صفحے سے پیوستہ)

...ناظمیں کے تحریری بیان میں ۵ مارچ کی صبح کے فیصلے سے متعلق "ہمراہ" کا جو لفظ استعمال کیا گیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پولیس کے گشتی دستوں کے ہمراہ فوج کو بھی جانا چاہیئے۔

ج:۔ نہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ فوجی دستے گشت کرنے والی پولیس کے ساتھ ہوں گے۔ پولیس نے کبھی مجھ سے نہیں کہا۔ کہ فوجی دستے ان کے ہمراہ بھیجے جائیں۔

کیا اس بیان میں "ان کے اپنے کمانداروں کے ماتحت" کا ٹکڑا یہ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ فوجی دستوں کو پولیس سے آزاد رہ کر قدم اٹھانے کی ہدایت تھی؟

ج:۔ نہیں۔ فوجی دستے اس سے کافی عرصہ قبل اپنے [افسروں کے] ماتحت کام کر رہے تھے۔

س:۔ کیا اس کانفرنس میں گورنر نے یہ کہا تھا کہ فوج پولیس سے الگ رہ کر آزادی سے اپنا کام کرے گی؟

ج:۔ نہیں۔

س: جہاں تک ۵ مارچ کے فیصلے کا تعلق ہے کیا فوج کے کردار میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔

ج:۔ نہیں۔ فوج اس وقت بھی دفتری حکومت کی امداد کے طور پر کام کر رہی تھی۔

س: ۵ مارچ کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے کیا کچھ کیا۔

ج:۔ وہ کاغذ جس میں یہ فیصلہ درج تھا۔ ۵ مارچ کی صبح کو میرے حوالے کیا گیا۔ لیکن جہاں تک کارروائی کا تعلق ہے۔ فوج کے کمانڈر کرنل علیم [؟] اس وقت کانفرنس میں موجود تھے۔ فوراً ہی کارروائی شروع کر دی تھی۔ یہ کارروائی زیادہ سے زیادہ فوج کے شدید گشت کی صورت میں تھی۔

۵ مارچ کی صبح کو کئے گئے فیصلے کی شق (۷) کا جہاں تک تعلق تھا۔ فوج کے گشت سے اسے عملی صورت دے دی گئی۔

س: کیا اس سلسلہ میں آپ کو ایسی کوئی شکایت ہوئی جس کے پیش نظر آپ کو یہ کہنا پڑا کہ فوج کو [؟] انعام دینے سے روکا گیا

ج:۔ نہیں میں نے کبھی ایسا نہیں کہا۔

س:۔ مذکورہ فیصلے کی شق (ب) کے مطابق اگر پولیس کسی خاص علاقے میں صورت حالات پر قابو پانے سے قاصر رہتی۔ تو پولیس کے موقعہ پر اعلیٰ افسر کا فرض تھا۔ کہ وہ صورت حالات کا جائزہ موقع پر موجود فوجی کمانڈر کے حوالے کر دیتا۔ کیا کسی فوجی کمانڈر نے آپ سے یہ شکایت کی کہ اس قسم کی صورت رونما ہوئی۔ لیکن اس علاقے کی کمان ان کے حوالے نہیں کی گئی۔

ج:۔ چونکہ یہ فیصلہ کرنا پولیس کے افسر پر موقوف تھا کہ صورت حالات کا جائزہ فوج کمانداروں کو دیا جائے یا نہیں۔ اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ مجھ سے فوجی افسروں نے اس قسم کی شکایات کی یا نہیں۔ گواہ نے مزید کہا۔ کہ یہ فیصلہ کرنا بھی پولیس کا کام تھا۔ کہ شہر کی صورت حالات مجموعی طور پر اس کے کنٹرول سے باہر ہو چکی ہے۔ لہذا شہر کو فوج کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

س: ۵ مارچ کی شام کو صورت حالات کیسی تھی

ج: ۵ مارچ کی شام کو جو صورت حالات تھی۔ اس پر پولیس کا قابو پالینا ممکن تھا۔ اس لئے کہ پولیس حسب ضرورت فوج کی پوری پوری امداد حاصل کر سکتی تھی۔ گواہ نے عدالت کو مزید بتایا۔ کہ میرے اس تجزیہ میں وہ صورت حالات شامل نہیں جو مسجد وزیر خان میں پیدا ہو چکی تھی۔ مزید برآں پولیس مسجد وزیر خان کو فوج کے حوالے کر سکتی تھی۔ وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے پوچھا۔ کہ کیا پولیس نے ۵ مارچ کے فیصلے کے پیش نظر سخت کارروائی کی تھی؟

ج:۔ مجھے اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ بلکہ اس کے برعکس یہ معلوم ہوا۔ کہ پولیس نے طاقت سے کام نہیں لیا تھا۔

س:۔ پنجاب کے سابق گورنر مسٹر چندریگر نے اپنے بیان میں بتایا ہے۔ کہ اس فیصلے کے سلسلے میں طے پایا تھا۔ کہ طاقت سے کام لینا فوجی دستوں کے سپرد ہوگا۔ لیکن وہ اپنے کمانداروں کے ماتحت کام کریں گے۔ اور اس قسم کے حالات میں فوجی کمانداروں کو جنرل آفیسر کمانڈنگ سے ملی ہوئی ہدایات کے مطابق اپنی صوابدید سے کام لینا ہوگا کیا مسٹر چندریگر نے اس فیصلے کا صحیح مفہوم پیش کیا ہے؟

ج:۔ اس مفہوم کے ماتحت کہ اگر پولیس فوج کی امداد طلب کرتی تو ان ہدایات کے ماتحت جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ فوج فوری امداد بہم پہنچانے کی مکلف تھی۔

س:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ گشت کرنے والے فوجی دستوں نے ۵ مارچ کو خلاف قانون اجتماعات کا سامنا کیا اور لوٹ مار، آتشزنی اور چاقو زنی کے واقعات کے خلاف بھی کارروائی کی۔

ج:۔ جہاں تک خلاف قانون اجتماعات کا تعلق ہے۔ وہ جب کبھی فوجی دستوں کو آتے ہوئے دیکھتے تھے منتشر ہو جایا کرتے تھے۔ جہاں تک لوٹ اور آتشزنی کے واقعات کا تعلق ہے۔ جب کبھی بھی بروقت اطلاع ملی۔ آگ بجھانے اور لوٹ مار کی روک تھام کے لئے مناسب انتظام کر لیا گیا۔ ایسے مواقع پر فوج کو کسی وقت بھی گولی چلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔

س:۔ کیا گورنر نے آپ کو یہ بتایا تھا۔ کہ ان کو اس قسم کی شکایات موصول ہوئی ہیں۔ کہ بعض فوجی افسروں کو عوام نے پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور فوج عام طور پر پولیس سے تعاون نہیں کر رہی تھی؟

ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ خود گورنر پنجاب نے فوجی افسروں کو ہار پہنائے جانے کے واقعہ کا مجھ سے ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کا ذکر ۵ مارچ کی صبح کو گورنمنٹ ہاؤس کی میٹنگ میں کسی پولیس افسر نے کیا تھا۔ چنانچہ میں نے وہیں اس اطلاع کی پرزور تردید کر دی تھی۔ اور اس کے بعد تحقیقات کرنے پر بھی یہ اطلاع بے بنیاد ثابت ہوئی۔ جہاں تک پولیس سے فوج کے تعاون نہ کرنے کا سوال ہے۔ نہ گورنر نے مجھ سے شکایت کی نہ پولیس کے کسی افسر نے۔

س:۔ مسٹر چندریگر نے کہا ہے۔ کہ انہوں نے اس قسم کی شکایت آپ سے کی تھی۔ اور خود آپ نے اپنے بیان میں تسلیم کیا ہے کہ اس قسم کا کم از کم ایک واقعہ ضرور پیش آیا۔ جبکہ ایک فوجی افسر کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور اس کے بعد آپ نے اپنے فوجی افسروں کو متنبہ کیا کہ وہ پھولوں کے ہار قبول نہ کریں کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ یہ صرف اس حد تک صحیح ہے کہ عوام میں سے بعض نے صرف ایک مرتبہ اس قسم کی کوشش کی تھی۔ اور وہ بھی یہاں تک کہ پھولوں کے ہار دور سے دکھائے گئے تھے۔

س:۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ اس وقت تحریک چلانے والے فوج اور پولیس کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے؟

ج:۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس قسم کی کوئی کوشش کی گئی تھی لیکن اگر یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ کہ فوج پولیس سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو اس کا مقصد فوج اور پولیس کے درمیان پھوٹ ڈالنا ہی ہو سکتا ہے۔

س:۔ مسٹر چندریگر کے بیان کے مطابق آپ کا نظریہ تھا کہ تحریک کے قائدین جان بوجھ کر ان حربوں کے استعمال سے فوج اور پولیس کے درمیان اختلافات کی خلیج حائل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اور اب اپنے فوجیوں کے نام اس قسم کی شدید ہدایات جاری کرنا چاہتے تھے کہ وہ اس جال میں نہ آئیں کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے ایسا کیا ہو لیکن اگر میرے بیان میں یہ بات موجود ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مقصد گورنر پنجاب تک یہ بات پہنچانا ہوگا۔ کہ اگر عوام میں سے کسی نے فوجی افسروں کو پھولوں کے ہار پہنانے کی کوشش کی تو اس کا مقصد فوج کو اپنے ساتھ ملانا اور پولیس اور فوج کے درمیان پھوٹ پیدا کرنا ہوگا۔

س:۔ کیا آپ نے کسی متعلق خبر کی بنا پر گورنر سے یہ کہا تھا۔ کہ بعض لیڈر پھوٹ ڈال رہے ہیں؟

ج:۔ جی نہیں۔ اجلاس میں پولیس افسروں سے میں نے جو سنا تھا۔ اس کی بنا پر میں نے یہ کہا تھا۔ میجر جنرل اعظم خان نے کہا۔ کہ میری توجہ اس طرف مبذول نہیں کرائی گئی تھی۔ کہ اس امر کی شکایت کی گئی ہے۔ کہ ایسے موقعوں پر بھی جب کہ فائرنگ کی ضرورت تھی فوج نے گولی نہیں چلائی۔

س:۔ مسٹر چندریگر نے کہا ہے کہ اس سلسلہ میں شکایت کی گئی تھی۔ اور آپ نے اس کی تحقیقات کی تھی۔ لیکن وہ یعنی مسٹر چندریگر اس بات سے مطمئن ہو گئے تھے۔ کہ جن موقعوں کیلئے شکایت کی گئی تھی۔ ان موقعوں پر فائرنگ کی ضرورت نہیں تھی کیا یہ صحیح ہے؟

ج:۔ میرا خیال ہے کہ ۵ مارچ کے اجلاس میں اس قسم کی شکایت کی گئی تھی۔ میں نے بریگیڈیئر کمانڈر سے جو اس موقعہ پر موجود تھے معلوم کیا تھا۔ اور انہوں نے شکایت کو غلط قرار دیا تھا۔ اس سے زیادہ تحقیقات نہیں ہوئی۔

س:۔ دفاع کے سیکرٹری نے جب سب سے پہلے آپ کو فون کیا تھا۔ اس کا وقت آپ کو یاد ہے؟

ج:۔ پہلا فون دوپہر کو سوا بارہ بجے اور دوسرا فون ۱۲ بجکر ۵۰ منٹ پر کیا تھا۔

س:۔ کیا پہلے فون کا پیغام آپ کو یاد ہوگا۔

ج:۔ دفاع کے سیکرٹری نے مجھ سے یہاں کی صورت حال معلوم کی تھی۔ اور میں نے صورت حال بیان کی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا تھا۔ کہ انہیں حکومت پنجاب کی طرف سے ایک نوٹس ملا ہے۔ کہ وہ دس منٹ کے اندر آخری فیصلہ کر لیں۔ سیکرٹری نے مجھ سے پوچھا تھا۔ کہ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ نظم و نسق بحال نہیں ہو سکتا۔ میں نے جواب میں کہا تھا۔ کہ اگر شہر کو فوج کے سپرد کر دیا جائے۔ تو صورت حال پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ سیکرٹری نے کہا تھا کہ یہ مسئلہ کابینہ کے زیر غور ہے۔ اور وہ بہت جلد مجھے پھر فون کریں گے۔ گواہ نے کہا۔ کہ دفاع کے سیکرٹری نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں اس بات کو پنجاب کی کابینہ پر ظاہر نہ کروں۔

س:۔ کیا دوسرا پیغام آپ کو یاد ہے؟

ج:۔ دوسرے پیغام میں مجھ سے یہ کہا گیا تھا۔ کہ وزیر اعظم پاکستان نے مجھے یہ اختیار دے دیا ہے۔ کہ میں مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان کر دوں۔ اور امن و قانون بحال کر دوں۔ یہ دونوں پیغام مجھے جس وقت ملے میں نے انہیں گورنر اور وزیر اعلیٰ تک پہنچا دیا۔

میجر جنرل اعظم نے یہ اعتراف کیا کہ پہلے پیغام میں دفاع کے سیکرٹری نے ان کو یہ کہا تھا۔ کہ وہ چارج لینے کے لئے تیار رہیں۔

س:۔ مارشل لاء کے اعلان کے بعد آپ نے کس کس مقام پر کتنی کتنی فوج تعینات کی۔

ج:۔ فصیل شہر کے اندر میں نے ایک بٹالین فوج تعینات کی جس کی تعداد ۴ سو اور چھ سو جوانوں کے درمیان تھی۔ استعمال کے لئے آٹھ سے دس ہزار تک فوجی فراہم تھے۔ ... اور ان کو مختلف سیکٹروں پر تعینات کر دیا گیا تھا۔ ان میں چھاؤنی شہر، شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن کے علاقے بھی شامل ہیں۔ ان میں سے بعض دستے سیالکوٹ، لائلپور، منٹگمری، شیخوپورہ اور دو کا ڈھ [؟] میں بھی استعمال کئے گئے۔

س:۔ کیا اس وقت تک آپ نے مسجد وزیر خان کی بجلی وغیرہ کاٹ دی تھی۔ (باقی بر صفحہ ۸)

تحریک میں حصہ لینے والے علماء کو محکمہ سے نکالنا ضروری ہوتا تو میں خود ہی نکال دیتا

پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں سابق ڈائرکٹر تعلقات عامہ میر نور احمد کا بیان

لاہور ۱۲ر نومبر۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں سابق ڈائرکٹر تعلقات عامہ پنجاب میر نور احمد کی گواہی کا بقیہ حصہ حسب ذیل ہے:۔

عدالت نے میر نور احمد کی توجہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے بیان کے اس حصہ پر مبذول کرائی۔ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ جب میں جولائی کے دوسرے حصہ میں لاہور آیا تھا۔ تو میر نور احمد نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔ اس ملاقات میں میں نے میر نور احمد سے کہا تھا۔ کہ میری اطلاع کے مطابق محکمہ اسلامیات جو میر نور احمد کے ماتحت کام کرتا تھا۔ اخبارات کو ایجی ٹیشن کی حمایت میں مضامین فراہم کر رہا تھا ڈاکٹر قریشی نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا تھا۔ کہ پہلے تو میر نور احمد نے اس سوال کو ٹالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میرے زور دینے پر انہوں نے کہا تھا۔ کہ ایجی ٹیشن کا رخ بدلنے کے لئے یہ کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر قریشی نے کہا۔ کہ آفاق تعلقات عامہ کے ڈائرکٹر کے ماتحت تھا۔ اور اس اخبار کا رویہ بھی یہی تھا۔ احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا جائے۔ میر نور احمد کے اس جواب پر کہ تحریک کا رخ موڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے مجھے مطمئن نہیں ہوا تھا۔ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ میرا ایجی ٹیشن کا رخ موڑنا نہیں بلکہ اس کو ہوا دینا ہے۔ عدالت نے ڈاکٹر قریشی کے اس بیان پر میر نور احمد سے دریافت کیا۔ کہ کیا وہ اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اس پر میر نور احمد نے کہا۔ کہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ ڈاکٹر قریشی نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ ان سے دو شکایتیں کی گئی ہیں۔ پہلی شکایت یہ تھی۔ کہ محکمہ اسلامیات یا اس کا کوئی افسر ایجی ٹیشن کے متعلق اخبارات کو مضامین فراہم کر رہا ہے۔ ڈاکٹر قریشی نے خاص طور پر مولوی ابراہیم علی چشتی کا نام لیا تھا اس پر میں نے ڈاکٹر قریشی سے کہا تھا۔ کہ میں اس بات پر یقین نہیں کرتا۔ اور یہ الزام غلط ہے۔ بہرحال میں تحقیقات کروں گا۔ ڈاکٹر قریشی نے دوسری شکایت یہ بیان کی۔ کہ حکومت کے حامی اخبارات اس مطالبہ کی تائید کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور میں ان کو ایسا کرنے سے روک نہیں رہا ہوں۔

ڈاکٹر قریشی نے اس سلسلہ میں خاص طور پر آفاق کا نام لیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ ان کے خیال میں اخبار حکومت اور میرے محکمہ کے مشورہ پر چلتا ہے۔ میں نے ڈاکٹر قریشی سے کہا تھا۔ کہ یہ صحیح ہے۔ کہ آپ نے جو پالیسی واضح کی تھی۔ اس کے مطابق حکومت کے حامی اخبارات کو میں اظہار خیال سے روک نہیں رہا ہوں۔ میں یہ اس لئے کر رہا ہوں۔ کہ حکومت کی ایک پالیسی یہ بھی ہے۔ کہ قانونی حدود کے اندر رہ کر مضامین شائع کرنے والے اخبارات کے کام میں مداخلت نہ کی جائے۔ اور جہاں تک روزنامہ آفاق کا تعلق ہے۔ اس کے کام میں مداخلت کرنا تو میرے خیال میں ناروا ہے۔ کیونکہ وہ جہاں مخالف احمدیہ مطالبات کی تائید کر رہا تھا۔ وہاں دوسری طرف ایجی ٹیشن میں بڑھنے کا راستہ کھولنے والے طریقوں کی بھی مخالفت کر رہا تھا۔

س: کیا ڈاکٹر قریشی نے آپ سے یہ کہا تھا کہ ان کی اطلاع کے مطابق آفاق محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائرکٹر کے ماتحت تھا۔

ج: مجھے ان کے صحیح الفاظ یاد نہیں۔ بہرحال ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ میرا محکمہ جس پالیسی کو اختیار کرنے کی ہدایت دیتا۔ آفاق اسے قبول کر لیتا۔

س: ڈاکٹر قریشی نے اپنے بیان میں یہ کہا ہے۔ کہ اخباروں کے ایڈیٹروں کا ایک غیر رسمی اجلاس ہوا تھا۔ اس میں آپ کی موجودگی میں مسٹر حمید نظامی نے یہ الزام لگایا تھا۔ کہ آپ ایجی ٹیشن کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اور آپ نے اس الزام کی تردید میں کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کیا یہ صحیح ہے۔

ج: جہاں تک مجھے معلوم ہے مسٹر حمید نظامی نے ایسا کوئی الزام عاید نہیں کیا تھا۔

دولتانہ کے وکیل یعقوب علی خان کی جرح پر میر نور احمد نے کہا۔ کہ دسمبر ۱۹۵۰ء یا جنوری ۱۹۵۱ء میں اس وقت کے وزیر اطلاعات و نشریات خواجہ شہاب الدین نے ایک کانفرنس طلب کی تھی۔ اور اس میں انہوں نے یہ تجویز کیا تھا۔ کہ بعض خاص طرز کے اخبارات کی صوبائی حکومت مالی امداد کرے اور اس کے بعد اخبارات کی کاپیاں خرید کر ان کی مالی امداد کرنے کا ذریعہ اختیار کیا گیا تھا۔ اس امداد کا مقصد یہ تھا۔ کہ جو اخبارات حکومت و افسران کے ساتھ ہمدردانہ اور سنجیدہ رویہ رکھنے کی وجہ سے کم فروخت ہوتے ہیں۔ ان کے نقصان کی تلافی کی جائے۔ اس کانفرنس میں سردار عبدالرب نشتر بھی شریک تھے۔

س: کیا اس سرکاری امداد کی یہ وجہ تھی کہ اخبارات عام طور پر صوبائی حکومت کی پالیسی کی مخالفت کرتے تھے؟

ج: میری رائے یہ نہیں ہے۔ لیکن خواجہ شہاب الدین کا یہ خیال تھا۔ کہ بعض اخبارات تجارتی فائدے حاصل کرنے کے لئے حکومت اور حکام کی مخالفت کرتے تھے۔ اس لئے سنجیدہ اور شستہ اخباروں کے نقصان کی تلافی ہونی چاہیئے تھی۔ اخبارات کی کاپیاں خرید کر ان کی مالی امداد کرنے کی پالیسی سر سکندر حیات خان کے زمانے میں رائج تھی۔ بلکہ ۱۹۳۷ء میں صوبوں کو اندرونی خودمختاری دیئے جانے سے پیشتر بھی یہ پالیسی رائج تھی۔ امداد پانے والے اخبارات بالکل میرے محکمہ کے حکم میں تو نہیں تھے۔ لیکن وہ دوسرے اخباروں کے مقابلہ میں میرے محکمہ کے مشوروں پر زیادہ عمل کرتے تھے۔ ایک سوال کے جواب میں میر نور احمد نے کہا کہ جولائی کے تیسرے ہفتہ میں وزیر اعلیٰ نے ایجی ٹیشن کے حامی اخبارات اور دیگر اخبارات کے متعلق یہ کہ حکومت کوئی گشتی مراسلہ جاری کرنا نہیں چاہتی مجھے اخبارات کو مشورہ دینا ہے اس بات پر آمادہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ احمدی مسئلہ کے متعلق مضامین کی اشاعت میں خود رضاکارانہ پابندیاں عاید کریں ہم پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت اخبارات پر پابندیاں عاید کر سکتے تھے۔ لیکن اس سے اخبار حکومت کے دشمن ہو جاتے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مذکورہ چار اخبارات کے علاوہ دیگر اخبارات بھی عملی طور پر حکومت کے دشمن تھے۔ چار اخبار کے ساتھ جو معاہدہ تھا اس کی تجدید جولائی میں ہوئی تھی۔

س: کیا آپ نے ایسا کوئی مراسلہ لکھا کہ چونکہ یہ اخبارات ایجی ٹیشن چلا رہے ہیں اس لئے ان کے معاہدہ کی تجدید نہ کی جائے۔

ج: جی نہیں۔ میں نے یہ رائے دی تھی۔ کہ اخبارات کے معاہدوں کی تجدید کی جائے۔ میں نے اپنے مراسلہ میں ان اخباروں کے مخالف احمدیہ ایجی ٹیشن کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے یہ مراسلہ جون میں لکھا تھا۔

س: اخبارات کی کاپیاں خرید کر ان کی امداد کرنے کی اسکیم کیلئے کیا کوئی علیحدہ بجٹ بنایا گیا تھا؟

ج: جی ہاں اکتوبر ۱۹۵۰ء کیلئے ایک سپلیمنٹری گرانٹ

(تحقیقاتی عدالت صفحہ ۶ سے آگے)

ج: میرا خیال ہے مسجد کی بجلی کاٹنے کا فیصلہ رات کو کیا گیا تھا۔ اور دوسرے دن صبح کے ۷ بجے تک اس پر عمل نہیں کیا گیا۔

س: کیا ۶ مارچ کی شام تک حالات پر آپ نے اس حد تک قابو پا لیا تھا کہ لوگوں کو مسجد میں آنے جانے سے روکا جا سکے۔ ج: جی ہاں۔

س: کیا یہ بات آپ کے علم میں لائی گئی تھی۔ کہ ۶ اور ۷ مارچ کو بھی شہر میں جلوس نکالے گئے تھے۔

ج: جی نہیں۔ لوگ مرف مکانوں کی چھتوں سے نعرے لگا رہے تھے۔

س: آپ نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے کہ حکومت پنجاب نے جو پالیسی اختیار کی تھی۔ اس میں فوج کے لئے مؤثر کاروائی کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑی گئی تھی یہ حالت مارشل لاء کے اعلان تک رہی۔ کیا ہم سے یہ سمجھیں کہ آپ نے جس پالیسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ فوج کو سول افسران کے ماتحت کام کرنا پڑیگا۔ اور ان مجسٹریٹوں کی ہدایات پر چلنا پڑیگا۔ جو گشتی دستوں کے ساتھ تھے۔ اور فوج کو خود کسی بات میں پہل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ج: جی نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ تھا کہ فوج کو دباؤ کے لئے استعمال کیا جائے۔ نہ کہ دکھلاوے کیلئے دکھاوے سے میری مراد صرف فوج کا گشت ہے۔

س: دباؤ کی کاروائی سے آپ کی مراد کیا ہے۔

ج: مثال کے طور پر کرفیو آرڈر نافذ تو ہو گیا تھا۔ لیکن اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ پولیس اس سے پوری طرح کام نہیں لے سکتی تھی۔ اگر مجھے حکم دیا جاتا۔ کہ کرفیو آرڈر پوری طرح نافذ کرو اور اس کے ماتحت خلاف ورزی کرنے والوں پر گولی چلانے یا ان کو گرفتار کرنے کی اجازت ہوتی۔ تو یہ مؤثر ہوتا۔ اور اس کے بعد سرکاری حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی۔ مسجد وزیر خان کے علاقہ میں جو گڑبڑ کا مرکز تھا۔ صرف حقیقت یہ ہے شہر میں پہرہ قائم تھا۔ اگر ہمیں دباؤ سے کام لینے کا اختیار دیا جاتا۔ تو ہم شہر بھر میں فوجی چوکیاں قائم کر دیتے۔ تو لوگوں کو اپنے گھروں سے باہر آنے یا واپس جانے سے پوری طرح روک سکتے۔ اس لئے کہ عام طور پر یہی ہو رہا تھا۔ کہ جب فوجی دستے سامنے آتے تو ہجوم منتشر ہو جایا کرتے تھے۔ بہرحال اگر وہ منتشر نہ ہوتے۔ تو فوج کو مجسٹریٹوں کی ہدایات کے ماتحت کاروائی کرنے کا موقع ملتا مرکزی حکومت کے وکیل مسٹر فیاض علی خان کی جرح کے جواب میں گواہ نے بتایا۔ کہ فوج کے گشتی دستے ایک ایک گھنٹہ کے بعد یکے بعد دیگرے گشت پر روانہ ہوا کرتے تھے۔

س: اگر آپ کو دباؤ سے کام لینے کے لئے کہا جاتا تو کیا آپ فائر ڈویژن کی خدمات حکومت کے سپرد کر دیتے؟ ج: رضاکار ڈویژن کی خدمات تو پہلے ہی حکومت کے سپرد کر دی گئی تھیں۔

حضرت مصلح موعود کا ارشاد!

"اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے۔ اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلمانوں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پتے روانہ فرمایئے۔ پتے خوشخط ہوں۔ ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں۔"

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

مصر میں ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا

قاہرہ ۱۴ جنوری۔ مصر کے صدر جنرل نجیب نے آج تمام مصر میں ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا طاقتور جماعت اخوان المسلمین کو توڑنے اور اسکے ۶۰۰ سے زائد لیڈروں کو گرفتار کرنے کے بعد آج یہ اعلان کیا گیا۔ جنرل نجیب نے مصر کے فوجی گورنر جنرل کی حیثیت سے یہ اعلان کیا کہ اخوان المسلمین کے لیڈروں اور کارکنوں کی گرفتاری کا جو سلسلہ گزشتہ شب سے شروع ہوا تھا۔ وہ آج بھی جاری رہا۔ فولادی ٹوپیاں پہنے ہوئے مسلح پولیس قاہرہ اور تمام مصریوں کی مسجدوں پر پہرے دے رہی ہے گھوڑے سوار پولیس سڑکوں پر گشت کر رہی ہے۔ ٹامی گنوں سے مسلح فوجی دستے تمام سرکاری عمارتوں اور اہم مقامات پر جس میں ریڈیو سٹیشن بھی شامل ہے تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ انقلابی کونسل کی کمان کے ایک ممبر نے بتایا کہ اخوان المسلمین حال ہی مملکت کے خلاف باغیانہ سرگرمیاں کر رہی تھی۔ اور عوام کے مذہبی جذبات بھڑکا کر انہیں حکومت کے خلاف ابھار رہی تھی۔

کے انٹیلجنس کے ڈائرکٹر جنرل اور وزیر داخلہ لفٹنٹ کرنل ذکریا محی الدین نے آج صبح ہمارے ملک میں حالات پر امن ہیں۔ سیاسی مبصرین نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ جنرل نجیب کی فوجی کونسل فتنہ و فساد پیدا کرنے والی اخوان المسلمین کا کامیابی سے خاتمہ کر سکی ہے۔ الغرض اخوان المسلمین کے خلاف موجود، اقدام اکتوبر ۱۹۵۲ء کے بعد حکومت کی طاقت کا سب سے بڑا امتحان ہے۔ ۱۹۵۳ء میں تمام سیاسی پارٹیوں کو توڑنے کا اقدام کیا گیا تھا۔ فوجی پولیس کے ہیڈ کوارٹر کے ایک ترجمان نے کہا کہ گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ گرفتار شدگان کو فوجی جیل اور قاہرہ کے اس کیمپ میں جو غیر ملکی قیدیوں کے لئے مخصوص ہے لے جایا جا رہا ہے بہت سے کارکنوں کو سکندریہ کے پاس واقع جنگی کیمپ میں جہاں گزشتہ جنگ میں اطالوی قیدی رکھے گئے تھے منتقل کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے وہ تمام مساجد بند کر دی ہیں جن میں اخوان المسلمین کا اثر و نفوذ تھا۔ فرانس کے سیاسی حلقوں نے آج یہ رائے ظاہر کی کہ جنرل نجیب نے اخوان المسلمین کو توڑ کر اپنی حکومت مضبوط کر لی ہے ان حلقوں نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ جنرل نجیب کی انقلابی کونسل کے کچھ ممبروں کا اخوان المسلمین سے رابطہ قائم تھا۔ سفارتی حلقوں کا بیان ہے کہ اخوان المسلمین کے لیڈر حسن الہدیبی نے حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار نویس سے ملاقات میں کہا تھا کہ تحریک کے لیڈر جنرل نجیب کی حکومت کی پالیسی سے متفق نہیں ہیں۔ ابھی بیشتر مصریوں کو اس کا علم نہیں ہے کہ گزشتہ ۴۸ گھنٹوں میں کیا واقعات پیش آئے ہیں۔ اخبارات اور ریڈیو کو اس سلسلے میں کوئی خبر شائع یا نشر کرنے کی ممانعت ہے معلوم ہوا ہے کہ صورت حال جب تک پرسکون نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی سرکاری بیان شائع نہیں کیا جائے گا۔

آج مصر کی وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت مصر نے اخوان المسلمین کے خلاف جو مہم شروع کی ہے اس میں پولیس نے دو ہزار سے زیادہ آدمیوں سے پوچھ گچھ کی ہے

امرتسر کے راستہ ریلوں کی آمد و رفت کے متعلق کانفرنس

کراچی ۱۴ جنوری۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حکام نے مشرقی پنجاب ریلوے کے حکام سے کہا ہے کہ وہ لاہور اور امرتسر کے درمیان ریلوں کی آمد و رفت شروع کے سوال پر کانفرنس منعقد کرنے کے لئے کوئی مناسب تاریخ تجویز کریں اس سے قبل نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اس کانفرنس کے لئے گیارہ جنوری کی تاریخ مقرر کی تھی۔ لیکن بھٹنڈہ میں ریل کے حادثہ کی وجہ سے یہ کانفرنس منعقد نہ ہو سکی۔ واضح رہے کہ دونوں حکومتیں اس راستہ سے ریلوں کی آمد و رفت شروع کرنے پر رضامند ہو چکی ہیں اور بھارت نے اس سلسلہ میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔

ایشیا کی چھوٹی قومیں باہمی دفاع کیلئے متحد ہو جائیں

پاکستان کے بحری کمانڈر انچیف کا لنکا میں اعلان

کولمبو ۱۴ جنوری۔ پاکستان بحری بیڑے کے کمانڈر انچیف ریئر ایڈمرل چودھری نے علمبردار جہاز جہلم میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایشیائی وزرائے اعظم کی کانفرنس کی تجویز کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ایشیا کی چھوٹی قوموں کو باہمی تحفظ اور دفاع کے لئے متحد ہو جانا چاہیئے پاکستان کے لئے امریکہ کی مجوزہ فوجی امداد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہر آزاد ملک کو اختیار ہے کہ وہ جس ملک سے چاہے امداد طلب کرے اگر ایک ملک اپنی حفاظت کے لئے فوجی طاقت بڑھانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ فطری بات ہے اور اس ملک کے ہمسایوں کو اس سے فکرمند نہیں ہونا چاہیئے۔ فوجی امداد اور اقتصادی امداد میں فرق کرنا مشکل ہے کیونکہ امداد دونوں کا آخری مقصد حملہ کے خلاف دفاع کرنا ہے ریئر ایڈمرل چودھری نے امید ظاہر کی کہ کشمیر کا مسئلہ جلد حل ہو جائیگا انہوں نے کہا کہ جنوب مشرقی ایشیا کے بحری بیڑوں کی مشترکہ مشقوں کی تجویز اچھی ہے اس سے دوستانہ تعلقات استوار ہوں گے۔

★ بیت المقدس ۱۴ جنوری اسرائیلی حکومت مشرقی جرمنی کی حکومت سے تاوان جنگ حاصل کرنیکے لئے حکومت روس سے دوبارہ خط و کتابت کر رہی ہے

پاکستان لنکا کی وجہ سے وجود میں آیا۔ پاکستان کے وزیر تعلیم کا بیان

کراچی ۱۴ جنوری۔ آج لنکا کے وزیر اعظم سر جان کوٹلہ والا نے پاکستان اور لنکا کے درمیان ناقابل فراموش اور قابل فخر دوستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم پاکستان کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے حاضر ہیں انہوں نے مزید اعلان کیا کہ آج کا دن میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ لنکا کے وزیر اعظم نے قیام پاکستان کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں خود کو اپنے گھر میں ہی محسوس کرتا ہوں۔ وزیر اعظم لنکا نے یہ انکشاف کیا کہ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو صرف لنکا کی مسلم اقلیت کو ہی نہیں بلکہ وہاں کی اکثریت کو بھی بے حد مسرت ہوئی۔ اس سے قبل پاکستان کے وزیر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لنکا کے وزیر اعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔ کہ در اصل لنکا ہی پاکستان کے قیام کا سبب بنا۔ سر جان کوٹلہ والا نے آج گورنر جنرل جناب غلام محمد اور وزیر خارجہ چودھری محمد ظفر اللہ خاں سے بھی ملاقات کی۔

بقیہ بیان میر نور احمد

۴

سوال:۔ محکمہ تعلیم سے کیوں رقم لی گئی تھی؟

جواب:۔ اس لئے کہ ۱۹۵۲-۱۹۵۱ء کا بجٹ گورنر نے وزارت کے تشکیل پانے سے قبل بنایا تھا۔ اور اس میں اس سکیم کے لئے رقم نہیں رکھی گئی تھی۔ وکیل کی جرح پر میر نور احمد نے کہا۔ کہ محکمہ تعلیم سے اخبارات کی امداد کے لئے رقم اس لئے لی گئی تھی۔ کہ اخبارات کی امداد کی اسکیم کے تحت تعلیم بالغان کا ایک مقصد حل ہوتا تھا۔

وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر میں نے اخبارات کو سمجھایا تھا۔ اور چار میں سے تین نے ایجی ٹیشن میں حصہ لینا چھوڑ دیا تھا۔

سوال:۔ کیا مئی ۱۹۵۲ء اور فروری ۱۹۵۳ء کے درمیان احمدیوں کے خلاف کراچی کے اخبارات کی تحریریں شائع ہو رہی تھیں۔

جواب:۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ کراچی کے دو اخبار جنگ اور انجام احمدیوں کے خلاف پراپیگنڈا کر رہے تھے۔

سوال:۔ کیا مرکزی حکومت نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی تھی؟

جواب:۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ مرکزی حکومت کے اس رویہ کا حکومت پنجاب پر بھی اثر پڑا۔ میر نور احمد نے کہا۔ کہ میرے علم میں یہ بات تھی۔ کہ علماء کھلم کھلا یہ دعوے کر رہے تھے۔ کہ مرکزی حکومت ان کے مطالبات سے ہمدردی رکھتی ہے۔

قبرص میں مصری قونصل خانے سے اہم کاغذات کی چوری

نکوسیا (قبرص) یہاں پولیس نے مصری قونصل خانے کے ایک ملازم کو چوری کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس پر انتہائی اہم سفارتی کاغذات چرانے کا الزام ہے۔ اس کی خبر کی اب تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ کل مصری قونصل اس چوری کے سلسلے میں مصر گئے تھے۔

بقیہ صفحہ ۵

قرآن مجید کی رو سے تربیت کے آٹھ اصول

کہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان میں سے معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر معمولی اور کمزور آدمی برا کام کرتا اس پر حد قائم کرتے۔ گویا یہ طریق ماحول کو خراب کرنے والا ہے۔ اس سے اجتناب کر کے نیک ماحول قائم رکھنا ضروری ہے۔

ہشتم:۔ قومی اتفاق و اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بدگمانی تجسس اور غیبت سے اجتناب کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً (حجرات) کہ اے مومنو بدگمانی سے بہت بچو۔ نیز تجسس یعنی لوگوں کے عیوب کی تلاش اور ٹوہ میں نہ لگ جاؤ۔ اور غیبت یعنی اگر تمہیں فی الواقع کسی کے عیبوں اور برائیوں پر اطلاع ہے تو انہیں اس کی عدم موجودگی میں مجالس میں ذکر نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو فسادات اور خرابیاں پیدا ہوں گی۔ قومی شیرازہ بکھر جائے گا اور اتحاد اور اتفاق کو سخت نقصان پہنچے گا۔

الغرض اسلام نہایت پاکیزہ مذہب ہے۔ اس نے تربیت کے لئے اعلیٰ اصول بیان فرمائے ہیں۔ اگر ہم لوگ ان پر عمل کریں تو ہمیں امن و امان کی زندگی حاصل ہو گی۔ اور ہر قسم کے شر و ر سے ہم محفوظ رہیں گے۔ اور خدا کی خوشنودی جو انسانی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ وہ بھی حاصل ہو جائے گی۔

اللھم اجعلنا منھم

بشکریہ "الفرقان"